قسط۔۲

اقوامِ عالم میں عورت کا معیار

علامہ سید مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ کاموںپوری

ہندی عورت

ہندی قانون ساز منو (م ۸۰؁ق م) بیوہ عورت کو دوبارہ شادی کا حق نہیں دیتے۔

کمسنی کی شادی کی وجہ سے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ ایک سال کی عمر میں لڑکی کی شادی کردی گئی جبکہ وہ بول چال پر بھی قادر نہ تھی اور اسی زمانے میں اس کا شوہر مرگیا اس وقت اسے زندگی بھر تجرد کی آگ میں جلنا ہوتا تھا۔ عورت حقارت و ذلت کی ایک علامت تھی نہ وہ شوہر کے دسترخوان پر ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتی تھی اور نہ شوہر کا نام لے سکتی تھی ستی کی رسم تو مرد کے حب ذات، انانیت و استبداد کی آخری مثال ہے۔ شوہر کے بعد عورت کا بھی آگ کی نذر ہوجانا عورت کے متعلق ہندی نقطۂ نظر کی عملی تشریح ہے۔

یہ صورت حال خود ہی بتاتی ہے کہ عورت کا کوئی مستقل وجود نہ تھا وہ مرد کا ایک سایہ تھی مرد کے مرجانے کے بعد اس کی ہر قسم کی زندگی ختم ہوجاتی تھی۔ جب کوئی مرتا تھا اور اپنے بعد اولاد ذکور میں سے کسی کو چھوڑتا تھا تو خوشی خوشی جان نکلتی تھی وہ سمجھتا تھا کہ دیوتا اس سے خوش ہیں اور اگر لڑکی چھوڑتا تھا تو سمجھتا تھا کہ میں ناکام مر رہا ہوں۔

''منو'' کا قول ہے عورت بچپنے میں والدین کی تابع جوانی میں شوہر کی بیوگی میں اولاد کی یا شوہر کے عزیزوں کی۔ وہ کسی طرح آزاد نہیں ہوسکتی۔

جاپانی عورت

جاپانی عورت مرد کی عیاشی کی ایک مشین تھی۔ باپ کو بیٹی کے نیچے کا اختیار تھا شوہر جس کو چاہتا تھا اسے تحفے کے طور پر اپنی بیوی کو ہبہ کرسکتا تھا۔ ۱۸۹۶؁ء تک جاپانی عورت نے اس ماحول میں زندگی گزاری۔

چینی عورت

چینی مذہب عورت کو کوئی مستقل ہستی نہیں سمجھتا اور نہ اس کے لئے کوئی حق تسلیم کرتا ہے۔ عورت کو وہ مرد کی دلچسپی کے ذریعہ کی حیثیت سے دیکھتا ہے۔ جس طرح دنیا کی سیکڑوں جاندار و بے جان چیزیں مرد کا دل بہلانے کے لئے ہیں اسی طرح عورت بھی ایک کھلونا ہے مرد کو عورت پر اسی طرح کامل اختیار ہے جس طرح وہ اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائداد پر اختیار رکھتا ہے۔

چین کے ایک بادشاہ ''کن'' کے محل میں ۳۰ ہزار عورتیں تھیں جس طرح آجکل مردہ و زندہ عجائب خانہ میں مختلف قسم کے ظروف اور مختلف ملکوں کے جانور جمع کئے جاتے ہیں اسی طرح اس بادشاہ نے اپنے محل میں تیس ہزار عورتوں کا ایک عجائب خانہ بنالیا تھا۔ اس تاریخی نص سے معلوم ہوسکتا ہے کہ چین میں عورت کی کس قسم کی زندگی تھی۔ عورت کو کسی سے کوئی ترکہ نہیں ملتا تھا نہ وہ اپنے باپ کی وارث ہوسکتی تھی نہ شوہر کی نہ اولاد کی۔ دختر کشی ایک عام رسم تھی جو فقر و فاقہ کے نتیجہ میں رائج ہوگئی تھی۔

کنفوشش (۵۵۱۔۴۷۹ق م) جو چینیوں کا مشہور ترین فلسفی ہے لکھتا ہے کہ عورت اپنے بڑے بھائی اور عزیزوں کی محکوم ہے۔ شادی کے بعد شوہر کی محکوم، بیوگی میں

بڑے لڑکے کی محکوم رہے گی ۔ عورت کے لئے زنا وغیرہ کی صورت میں جو سزائیں تجویز کی گئی تھیں مرد کی سزاؤں سے وہ کہیں زیادہ سخت تھیں۔ وہ شوہر کی اطاعت کے ساتھ وہ شوہر کے والدین اور خاندان کی اطاعت پر بھی مجبور تھی۔ شوہر کے مرنے پر شوہر کے والدین کا بہو پر اس قدر حق قائم ہوجاتا تھا کہ دوسرا انہیں کی رائے سے ہوسکتا تھا۔ عورت میں اس قدر احساس کمزوری پیدا کردیا گیا تھا کہ وہ شوہر کے بعد خودکشی کرلیتی تھی ۔ ۱۶۶۸ء تک چین میں شوہر کے انتقال کے بعد عورت کی خودکشی کا رواج رہا ہے جس طرح یونان وعرب میں کنیزوں کو آرائش بزم کے لئے شعر اور موسیقی کی تعلیم دیتے تھے چین بھی مرد کے نقطہ نظر سے عورت کو تیار کرتا تھا۔ بچپنے ہی میں عورت کو لکڑی کا چھوٹا جوتہ پہنایا جاتا تھا جس سے اس کا پاؤں بڑھنے نہیں پاتا تھا اور وہ زیادہ دور نہیں چل سکتی تھی۔

سُوری عورت

سوریا میں ''ارامی'' اور ''کنعانی'' قومیں آباد تھیں پہلے سوریوں کی خودمختار وطنی حکومت تھی۔ حضرت سلیمان کے وقت سے اس پر اجنبی تسلط کا آغاز ہوا۔ پھر تو بابلی، اشوری و مادی و ایرانی و مصری و یونانی و رومانی و عبری و ترکی حکومتیں تاریخ کے مختلف دور میں قابض ہوتی رہیں اس کی سیاسی و دینی حالت برابر بدلتی رہی ۔ اس لئے سوری عورت کے متعلق کوئی ایک بیان نہیں دیا جاسکتا جس سے تاریخ کے ہر دور کی تصویر نگاہوں کے سامنے آجائے۔

سوری عورت پر بحث کرنے کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ہم یہودی و فنیقی و مسیحی عورت کے حالات کی جانچ کریں اس لئے کہ یہ خالص سوریا کی پیداوار ہیں۔

فینیقی عورت

فنیقیہ سے مراد وہ اقلیم ہے جو ''عکا سے بانیاس'' تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے مشہور شہر ''صیدا''، ''صور''، ''جبل''، ''طرابلس''، ''بیروت'' ہیں۔

فنیقی مظاہر قدرت کی پوجا کرتے تھے۔ لولوغ (آگ کے دیوتا) اور اس کی دیوی عشتر دت (زہرہ) کی پوجا میں اخلاقی پابندیاں اٹھادی گئی تھیں۔ عشتر دت کو خوش کرنے کے لئے عورتیں خوشی خوشی اپنی عفت کا خزانہ لٹاتی تھی۔ آج کل کی بازاری عورتوں میں اور ان میں فرق یہ تھا کہ ان کو ہمارا سماج تند نگاہوں سے دیکھتا ہے اور انہیں سوسائٹی کا بدنما داغ سمجھا جاتا ہے اور انہیں شریفوں کی آبادی سے الگ اپنا نشیمن بنانا ہوتا ہے اور فنیقیہ میں مقدس مقامات کو عیش پرستی کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور مرد ضمیر اس رسوا خدمت پر تحسین وآفریں کرتا تھا۔

یہودی عورت

حضرت موسیٰ کا اصلی قانون (تورات) ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہودیوں نے توریت میں کافی تحریف کردی اس لئے ہم جس یہودی عورت کا تاریخی تصور کرسکتے ہیں وہ وہی عورت ہے جسے یہودی راہبوں اور تاریخی قسیسوں نے اپنے میلانات کے سانچے میں ڈھالا ہے۔

یہودی سوسائٹی نے اس کے تمام حقوق چھین لئے تھے۔ وہ نرینہ اولاد کے ہوتے ہوئے والدین کی وارث نہیں ہوسکتی تھی ۔ نہ اس کی گواہی قبول کی جاسکتی تھی۔ اور جب تک باپ یا شوہر کی رضامندی شامل نہیں ہوتی تھی اس کی نذر صحیح نہیں ہوتی تھی علمائے یہود کہتے تھے کہ توریت کو نذر آتش کردینا عورت کی تعلیم دینے سے بہتر ہے۔ (البیت والمراۃ)

یہودی نا کتخدا لڑکی اپنے باپ کے گھر میں لونڈی کی طرح رہتی تھی۔ (توریت سفر عدد ۱۷؍۳۰)

وہ جب تک بلوغ کی سرحد طے نہیں کرلیتی تھی اس کے باپ کو اس کے بیچنے کا پورا اختیار ہوتا تھا۔ بھائیوں کو بھی بہن کے ساتھ ہر قسم کے سلوک کی اجازت تھی۔ (۔۔۔جاری)

